26

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ

انسان کو فائدہ پہنچانے والی اصل چیز یہ ہے کہ دل کو پاک کیا جائے اور اس میں خدا تعالیٰ کی محبت اور خشیت پیدا کی جائے

(فرمودہ 6 ستمبر 1957ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ:۔

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَ جَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِهٖ وَ هُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِیۡنَ۔1

اس کے بعد فرمایا:

"قرآن کریم کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ تم سے جو لوگ

بحث کرنے کے لیے آئیں خصوصاً وہ لوگ جو اہلِ کتاب ہیں تو تم دلائل کے ساتھ اُن سے بحث کیا کرو اور دلوں پر اثر کرنے والی باتیں ان کے سامنے پیش کیا کرو۔ شاید اللہ تعالیٰ اِس ذریعہ سے ان کو ہدایت دے دے۔ گویا بحث سے تمہاری غرض یہ نہیں ہونی چاہیے کہ تم دشمن کو ذلیل کرو یا اپنے دلائل پر فخر کا اظہار کرنے لگ جاؤ۔ جیسے آجکل کے مسلمانوں کی حالت ہے کہ اگر ان کے مولوی کوئی معقول بات کہہ دیں یا معقول بات کے قریب قریب بھی کوئی بات کہہ دیں تو وہ فوراً نعرے لگانا شروع کر دیتے ہیں۔ قرآن کریم یہ نہیں کہتا کہ تم ایسے موقع پر نعرے لگایا کرو یا اپنے دشمن کو ذلیل کرنے کی کوشش کیا کرو بلکہ قرآن یہ کہتا ہے کہ جس شخص سے تمہاری بحث ہو جائے خصوصاً ایسی صورت میں جب وہ اہل کتاب میں سے ہونے کا مدعی ہو تو اُس سے بحث کرتے وقت حکمت اور موعظت سے کام لیا کرو۔ یعنی ہر بات کی معقولیت دلائل کے ساتھ اُس پر واضح کیا کرو اور اس کی غرض وغایت اور حکمت پر بھی روشنی ڈالا کرو۔ اور بتایا کرو کہ ہم یہ مسائل اس لیے بیان کرتے ہیں کہ ان سے فلاں فلاں فائدہ ہوسکتا ہے۔ اور ساتھ ساتھ نصیحت کرتے جاؤ کہ خالی بحث کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اصل چیز جو انسان کو فائدہ پہنچانے والی ہے وہ یہ ہے کہ اپنے دل کو پاک کیا جائے اور خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی خشیت پیدا کی جائے۔ اگر ایسا کیا جائے تو ہوسکتا ہے کہ دوسرے کو ہدایت مل جائے۔ میں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ یہ طریق بڑا کارگر اور مؤثر ہوتا ہے۔

میں ایک دفعہ کراچی گیا تو جماعت کے بعض دوست ایک عرب کو میری ملاقات کے لیے لے آئے۔ اس نے کہا مجھے آپ کی جماعت سے بڑی محبت ہے۔ کیونکہ آپ لوگ دین کی خدمت کر رہے ہیں اور تمام دنیا میں آپ نے مبلّغ پھیلا رکھے ہیں۔ لیکن ایک بات مجھے بہت بُری لگتی ہے اور وہ یہ کہ آپ کروڑوں مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ میں اپنے دوستوں کی طرف متوجہ ہوا اور میں نے کہا بتاؤ کیا میں نے تمہیں کبھی کہا ہے کہ تم مسلمانوں کو کافر کہا کرو؟ انہوں نے کہا آپ نے ہمیں ایسا کبھی نہیں کہا۔ مسلمان کو کافر کہنے والا تو خود کافر ہوتا ہے۔ کہنے لگا میرا مطلب یہ ہے کہ آپ کلمہ گو لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ میں نے پھر اپنے دوستوں سے پوچھا کہ بتاؤ میں نے کبھی کہا ہے کہ جو شخص کلمہ پڑھے اُسے کافر کہو؟ انہوں نے کہا بالکل نہیں۔ اِس پر وہ گھبرا گیا اور کہنے لگا میرا مطلب یہ ہے کہ جو آپ سے اختلاف کرے اُسے آپ کافر کہتے ہیں۔ میں نے پھر دوستوں سے کہا کہ بولو میں نے تمہیں کبھی کہا ہے

کہ جو تم سے اختلاف کرے اسے کافر کہا کرو؟ اختلاف پر کافر کہنے کے تو یہ معنے ہیں کہ جس قسم کی شلوار میں نے پہنی ہوئی ہے اگر اس قسم کی شلوار کوئی دوسرا شخص نہ پہنے یا جس قسم کی پگڑی میں نے پہنی ہوئی ہے اگر اس قسم کی پگڑی کوئی دوسرا شخص نہ پہنے یا جس قسم کی جُوتی میں نے پہنی ہوئی ہے اگر اس قسم کی جُوتی کوئی دوسرا شخص نہ پہنے تو میں اُسے کافر کہہ دوں۔ بتاؤ کیا میں نے کبھی کہا ہے کہ ایسا شخص کافر ہے؟ انہوں نے کہا ہرگز نہیں۔ آپ نے ہمیں کبھی ایسا نہیں کہا۔ اس پر وہ اَور زیادہ گھبرایا اور اس نے اپنی بات کو درست کرنے کی کوشش کی اور کہا میں نے سنا ہے کہ آپ ایسے لوگوں کو جو مسلمان کہلاتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور روزے بھی رکھتے ہیں کافر کہتے ہیں۔ میں نے کہا اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ بات کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ کافر کا لفظ تو میں ان میں سے کسی کے لیے نہیں بولتا۔ مگر مسلمانوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو انبیاء علیہم السلام پر مختلف قسم کے الزامات عائد کرتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) تین جھوٹ بولے تھے 2۔ یا بعض کہتے ہیں کہ حضرت داؤد کی ننانوے بیویاں تھیں۔ اس کے بعد ایک جرنیل جس کا نام اوریا بن حنّان تھا اُس کی بیوی آپ کو پسند آ گئی اور حضرت داؤدؑ نے اُس کی بیوی پر قبضہ کرنے کے لیے اُس جرنیل کو ایک خطرناک مقام پر بھجوا دیا اِس ارادہ سے کہ اگر یہ مارا جائے تو اُس کی بیوی سے شادی کرلوں۔ سو اِس ارادہ کی برائی ظاہر کرنے کے لیے دو فرشتے آپ کے پاس آئے اور ان میں سے ایک نے یہ جھوٹا قصّہ گھڑ کر بیان کرنا شروع کر دیا کہ یہ میرا بھائی ہے اور اس کی ننانوے دُنبیاں ہیں اور میری صرف ایک دُنبی ہے۔ مگر پھر بھی یہ کہتا ہے کہ اپنی دُنبی مجھے دے دے۔ گویا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ فرشتوں نے حضرت داؤدؑ پر الزام لگایا کہ ان کا فعل درست نہیں تھا اور ایک جھوٹا قصّہ گھڑ کر ان کے سامنے بیان کر دیا۔ 3 میں ایسے لوگوں کے متعلق کہتا ہوں کہ یہ پکے مسلمان نہیں ہیں۔ اِس پر وہ عرب بے اختیار کہنے لگا کہ پکے مسلمان ہونے کا کیا سوال ہے ایسے لوگ تو پکے کافر ہیں۔ میں نے کہا آپ بے شک پکے کافر کہیں مگر میں نے تو ہمیشہ یہی کہا ہے کہ ان لوگوں کے اسلام میں کمزوری پائی جاتی ہے۔ پھر میں نے دوستوں کی طرف دیکھا اور کہا کیا میں نے تمہیں کبھی کہا ہے کہ یہ لوگ پکے کافر ہیں؟ انہوں نے کہا آپ نے ایسا کبھی نہیں کہا۔ وہ کہنے لگا آپ بے شک ان کو کافر نہ کہیں لیکن میرا تو عقیدہ ہے کہ ایسے لوگ جو نبیوں پر الزام لگانے سے دریغ نہیں کرتے پکے کافر ہیں۔ میں نے اُسے کہا آپ بے شک جو چاہیں کہیں

میں نے کبھی ان لوگوں کو پکے کافر نہیں کہا۔ میں صرف یہ کہا کرتا ہوں کہ جتنی جتنی کمزوری کسی میں پائی جاتی ہے اُتنی ہی اُس کے اسلام میں کمی ہے۔ پھر میں نے کہا یہ عجیب بات ہے کہ آپ خود انہیں پکے کافر کہتے ہیں اور مجھ سے آ کر اِس بات پر بحث کرتے ہیں کہ آپ اور آپ کی جماعت کے افراد دوسرے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ حالانکہ نہ ہم مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں، نہ یہ کہتے ہیں کہ وہ قرآن کے منکر ہیں یا کلمہ کے منکر ہیں یا کعبہ کے منکر ہیں۔ ہاں! جو ان کی غلطی ہے وہ انہیں بتا دیتے ہیں۔ مثلاً یہی کہ وہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی اتنی آیتیں منسوخ ہیں یا انبیاء پر وہ مختلف قسم کے الزامات لگاتے ہیں۔ مثلاً حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق کہتے ہیں کہ ایک دفعہ انہوں نے پاخانہ میں جاتے ہوئے انگوٹھی اُتاری اور اپنی بیوی کو دے دی۔ شیطان نے اُن کی شکل اختیار کر کے اُس بیوی سے وہ انگوٹھی مانگی اور اُس نے اُن کو سلیمان سمجھ کر وہ انگوٹھی دے دی۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام پاخانہ سے واپس آئے تو انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ میری انگوٹھی کہاں ہے؟ اس نے کہا میں نے تو آپ کو دے دی ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے کہا یہ جھوٹ ہے۔ مجھے کوئی نہیں دی۔ اِس کے بعد حضرت سلیمان کی شکل میں کوئی ایسا تغیر واقع ہوا کہ جدھر نکلتے تھے لوگ اُن پر ہنسی اڑاتے تھے اور حضرت سلیمان بھی بڑے متعجب تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ گھر میں جاتے اور نوکروں سے روٹی مانگتے تو وہ کبھی دے دیتے اور کبھی انکار کر دیتے۔ کیونکہ سمجھتے تھے کہ یہ سلیمان نہیں۔ ایک دن ایک بیوی نے رحم کر کے ان کو روٹی دی اور ساتھ مچھلی بھی دے دی۔ وہ مچھلی انہوں نے کھائی تو اس میں سے انگوٹھی نکل آئی جو انہوں نے پہن لی اور اُس سے یکدم تغیر واقع ہو گیا اور سب جِنّ و اِنس ان کی اطاعت کرنے لگے۔ لوگوں کو اس لیے بھی ان کے سلیمان ہونے پر یقین آ گیا کہ جب حضرت سلیمانؑ نے اصرار سے یہ دعوٰی جاری رکھا کہ اصل سلیمان میں ہوں تو لوگوں کے دل میں شُبہ پیدا ہوا اور انہوں نے ان کی بیویوں کے پاس عورتیں بھیجیں کہ کیا اِس شخص یعنی شیطان کے اندر آنے کے بعد کوئی چیز آپ کو ایسی نظر آئی ہے جو سلیمان کے طریق کے خلاف ہو؟ انہوں نے کہا ایک فرق ہے کہ سلیمان ہمیشہ حیض کے ایام میں ہمارے قریب نہیں آیا کرتا تھا مگر یہ شخص یعنی شیطان آ جاتا ہے۔ اِس پر لوگوں پر یہ بات واضح ہو گئی کہ سلیمانؑ کی شکل اختیار کر کے شیطان سلیمان بنا ہوا ہے۔ یہ روایت مجاہد کی طرف منسوب کی گئی ہے جو حضرت ابن عباسؓ کے نہایت مقرّب شاگرد تھے۔

جو لوگ خدا تعالیٰ کے انبیاء کے متعلق اِس قسم کے گندے عقائد رکھتے ہوں اُن کے ایمان کو کس طرح کامل کہا جا سکتا ہے۔ پس میں صرف یہ کہا کرتا ہوں کہ اتنی اتنی کمزوری مسلمانوں میں پائی جاتی ہے اور ان سے فلاں فلاں غلطی ہوئی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ ان کی غلطیوں کو دور کر دے تو یہ لوگ ٹھیک ہو جائیں گے"۔ (الفضل 27 ستمبر 1957ء)

---

1 : النحل: 126

2 : بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللّٰہ تعالیٰ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا

3 : تفسیر کبیر فخر الدین رازی جلد 13 صفحہ 446، 447 مطبوعہ قاہرہ 2012ء